نفس انسانی کی علمی وروحانی تسکین کے قرآنی منہاج

Quranic Minhaj of Intellectual and Spiritual Satisfaction of The Human Soul

Shama Naz
PhD Scholar GCWUF
Email: shamanaz.018@gmail.com
Fizzah Hussain
M. Phil scholar GCWUF
Email: fizzahhussain221@gmail.com

ABSTRACT
The Quran is the source of direction and guidance. This is a book of mysteries and wonders. Its wise verses, its arguments and proofs, its rhetoric, its eloquence, its narration of the creation of the universe and the creation of man, scientific facts and prophecies, strange and surprising events, the miracles of the Prophets and its frank manner of speaking awaken the intellect and cconsciousness' of man. Qur'anic verses and concepts not only give new life to dead hearts and souls but are also means of reforming and α training the human soul. Qur'anic wonders and miracles are a cause of intellectual and spiritual satisfaction of man. They encourage man to act by informing him of his essence and the purpose of life, and he holds the high rank of the commander of the good and the forbidder of the evil. It teaches the ways of life by making him aware of the perfect and flawless system of the universe and makes him entitled to the earthly caliphate.
Keywords: Wonders of Quran, Human Soul, Intellectual and spiritual Satisfaction

ابتدائیہ

قرآن سر چشمہ ہدایت ورہنمائی ہے۔ یہ اسرار و عجائبات کی کتاب ہے۔ اسکی پر حکمت آیات، اس کے دلائل وبراہین سے لبریز مفاہیم، اس کا طرز بیان اسکی فصاحت وبلاغت، تخلیق کائنات اور تخلیق انسانی کا بیان، سائنسی حقائق اور پیش گوئیاں، عجیب و غریب اور حیرت انگیز واقعات انبیاء کرام کے معجزات اور بے تکلف طرز مخاطب انسان کے عقل و شعور کو بیدار کرتا ہے۔ قرآنی آیات کے مفاہیم نا صرف مردہ دلوں اور روحوں کو حیات نو عطا کرتے ہیں بلکہ نفس انسانی کی اصلاح وتربیت کا بھی ذریعہ ہیں۔ قرآنی عجائبات و معجزات انسان کی علمی وروحانی تسکین کا باعث ہیں۔ انسان کو اس کی ذات اور مقصد حیات سے آگاہ کرکے عمل کی ترغیب دیتے ہیں اور امر بالمعروف اور

نہی عن المنکر کے اعلیٰ رتبے پر فائز کرتے ہیں۔ کائنات کے بے مثل اور بے عیب نظام سے آگاہی دلا کر نظام حیات کے طریقے سکھاتا ہے اور اسے خلافت ارضی کا حق دار بناتا ہے۔

نفس انسانی کی علمی وروحانی تسکین

روشنی علم کی جمالیاتی تفسیر کا نام ہے۔ علم کا ابرِ کرم پوری کائنات پر محیط ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی ہر شے دائرہ علم میں ہے۔ علم ایک وسیع سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے۔ یہ روشنی کے مسلسل سفر کا نام ہے۔ اسے تفہیمات کے کسی محدود خانے میں مقید نہیں کیا جا سکتا۔

کائنات کی ہر شے کا تعلق تخلیق کی نسبت سے باری تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ لہٰذا ہمارے علم کا تعلق بھی ہر شے سے ہونا چاہیئے اور ایسا مکمل علم جو کائنات کی ہر شے کا احاطہ کرے وہ صرف کلامِ الٰہی میں یعنی کتاب الٰہی "قرآن پاک" میں موجود ہے۔ اس کے نصاب میں ہر وہ شے موجود ہے جو خدائے بزرگ وبرتر کی تخلیق کی مظہر ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

" مَّا فَرَّطْنَا فِي الكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ"(1)

ترجمہ:(ہم نے کتاب میں بیان کرنے میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔)

یہ آیت مبارکہ بھی واضح کرتی ہے کہ قرآن مجید تمام علوم کا خزانہ اور سرچشمہ ہے۔ علم وہدایت کے لحاظ سے ایک مکمل کتاب ہے۔ زندگی کے ہر معاملہ اور مسئلے کے بارے میں اس سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ یہ کتاب علم کی تمام شاخوں کی آبیاری کرتی ہے۔ قرآن پاک میں دارین کے علوم موجود ہیں۔ ازل سے لے کر ابد تک کے علوم کا مجموعہ قرآن کی صورت میں انسان کو تحفتاً عطا کر دیا گیا۔

علم کا مفہوم:

علم کسی شے کی حقیقت یا معرفت حاصل کرنا اور اس کے بارے میں مکمل واقفیت حاصل کرنے کا نام ہے۔ علم ایک ایسی خوبی ہے جو دل میں ودیعت کی جاتی ہے اور نفسِ انسانی کے لیے روحانی تسکین کا باعث ہے۔

"فیروز اللغات" میں علم کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"دانائی، آگاہی، ہنر، فن، جادو، عمل تسخیر۔"(2)

"مفرداتِ قرآن" کے مطابق:

اَلْعِلْمُ: کسی چیز کی حقیقت کا ادراک کرنا۔(3) یہ دو قسم پر ہے:

اول یہ کہ کسی چیز کی ذات کا ادراک کر لینا۔

دوم یہ کہ ایک چیز پر کسی صفت کے ساتھ حکم لگانا جو (فی الواقع) اس کے لیے ثابت ہو یا ایک چیز کی دوسری چیز سے نفی کرنا جو (فی الواقع) اس سے منفی ہو۔

اسی طرح قاضی عبد الجبار علم کو اصطلاحی طور پر اس طرح بیان کرتے ہیں:

"معرفت، درایت اور علم سب ایک دوسرے کی نظیر ہیں اور ان کا مفہوم وہی ہے جس سے نفس کو سکون، سینے کو ٹھنڈک اور دل کو اطمینان حاصل ہو۔"(4)

ان تمام تعریفات سے واضح ہوتا ہے کہ علم ایسا ذہنی تصور ہے جو عالم ظاہر میں موجود کسی شے کی حقیقت جان لینے سے تعلق رکھتا ہے۔ علم معلوم سے ہم آہنگ نفس کی حاصل شدہ صورت کا نام ہے یا مدرک کے وجود کے احساس کا نام ہے جو ادراک کرنے والے کے دل میں موجود رہتی ہے اور اس کا انحصار ذہنی وجود پر ہے۔

روحانیت کا مفہوم:

روحانیت کا لفظ "روح" سے ماخوذ ہے جس کا مادہ (ر،و،ح) ہے۔ روح کا لغوی مفہوم "فیروز اللغات" میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

"جان، آتما، ست، جوہر، دل، اندرونی خواہشات، نیت، ارادہ۔"(5)

روح کے لغوی مفہوم سے پتہ چلتا ہے کہ روح جاندار میں زندگی کا باعث ہے جب جسم میں روح ڈال دی جاتی ہے تو وہ زندہ ہو جاتا ہے اور جب روح نکال دی جاتی ہے تو وہ مر جاتا ہے۔

امام غزالیؒ کے مطابق روح کے دو معانی ہیں:

پہلا معنی:

روح ایک (لطیف جسم) دھواں ہے جس کا مرکز دل کے خلا میں سیاہ خون ہوتا ہے۔ اس سے انوارِ حیات، احساسات، ادراک حسی کا فیضان اعضاء کو حاصل ہوتا ہے۔ روح اس چراغ کی روشنی کی طرح ہے جو گھر کے کونے میں موجود ہوتا ہے اور جس حصے تک یہ روشنی پہنچتی ہے اسے روشن کر دیتی ہے۔ روح باطن کو اسی طرح روشن کرتی ہے اور اس میں حرکت پیدا کرتی ہے۔(6)

دوسرا معنی:

دوسرے معنی میں روح ایک ایسا لطیفہ ہے جو علم رکھتا ہے اور ادراک کرتا ہے۔ امام غزالیؒ کے مطابق حسی و خیالی موجودات اگرچہ چوپایہ میں بھی پائے جاتے ہیں لیکن ان کا جو حصہ انسان کے لیے مخصوص ہے وہ اشرف واعلیٰ ہے اور انسان میں ان تمام حصوں کو کسی خاص غرض سے پیدا کیا گیا ہے۔(7)

روح بغیر مادہ کے محض امر الٰہی سے پیدا ہوئی ہے۔ اسی لیے روح میں علوم و معارف اور اسرارِ کائنات کو جذب کر لینے کی صلاحیت موجود ہے۔ امام ابن قیم علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "کتاب الروح" میں روح کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"وہ روح جو قبض کی جاتی ہے اسی کو "نفس" کہتے ہیں اور وہ روح جس سے اللہ اپنے بندوں کی رہنمائی اور مدد کرتا ہے وہ اور ہے۔ وہ روح (وحی) دوسری ہے جس کو اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اتار دیتا ہے۔ جسم کے قویٰ کو بھی ارواح کہتے ہیں جیسے روح باصرہ، روح شامہ، روح سامعہ وغیرہ۔ دراصل یہ روحیں اجسام میں ودیعت کی جاتی ہیں جو جسم کی موت سے مر جاتی ہیں۔ ان سب سے ایک خاص معنی پر بھی روح کا اطلاق کیا جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی پہچان و محبت، توبہ و قبولیت اور اس کی رغبت و طلب پر۔ جب اصل روح ان خصوصیات سے خالی ہو جاتی ہے تو اس کی مثال ایسے جسم کی ہوتی ہے جس کی روح ختم ہو جائے۔"(8)

گویا روح ایک غیر مادی وجود ہے جس کے لیے قرب و بعد اور زمان و مکان کی حدود کوئی معنی نہیں رکھتی۔ مادی جسم محدود اور پابند ہوتا ہے جبکہ روح فوق الادراک اور لطیف ہے۔ روح انسانی شخصیت و کردار کی تعمیر اور بہتری کا منبع ہے۔ بشریت کے اوصاف سے مزین انسانی جسم بوجھل اور مضمحل ہوتا ہے لیکن جیسے ہی اس پر سے بشریت کی گرفت ڈھیلی ہوتی ہے روح تقویت پا کر غالب آجاتی ہے اور مستحکم ہوتی ہے۔ اس کی ملکوتی صفات انسانی جسم کا احاطہ کرتی ہیں اور پھر انسانی جسم سے وہ افعال صادر ہوتے ہیں جو روح ملکوتی کے کمالات کا آئینہ دار ہوتے ہیں۔

اگر جسم کو مادی وجود اور روح کو باطنی وجود کہا جائے تو روحانیت اسی باطنی وجود سے رجوع کرنے کا نام ہے۔ روحانیت روحی علم کو کہتے ہیں۔ روحانیت کا مقصد اپنے باطن اور خارج کی معرفت حاصل کرنا ہے یعنی اپنی ذات کی معرفت، خارج یعنی کائنات اور خدا کی معرفت حاصل کرنا اور اس معرفت کی بنیاد پر ایسی شخصیت کی تعمیر کرنا جو رب کی مطلوب اور پسندیدہ ہے۔ گویا روحانیت کسی بھی شے کی اصل کو جاننے کا عمل ہے جس سے تسکین اور اطمینان حاصل ہو۔

نفسِ انسانی کے لیے علمی و روحانی تسکین کی اہمیت:

قرآن پاک نے لفظ علم کو صرف دینی معاملات تک ہی محدود نہیں کیا ہے بلکہ اس کی حدود میں تمام علوم و معارف شامل ہیں جو کائنات میں پوشیدہ اور ظاہر موجود ہیں اور جن کا ادراک آسمانوں اور زمین کے اقتدار میں اور اللہ تعالیٰ کی پوری خلقت میں انسان کر سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے عبادت کرنے والوں پر علم حاصل کرنے والوں کو فوقیت دی۔ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"فضل العالم علی العابد کفضلالقمر علی سائر الکواکب"(9)

ترجمہ: (ایک عالم کی فضیلت ایک عابد پر اس طرح ہے جس طرح چاند کی فضیلت سارے ستاروں پر ہے۔)

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد"(10)

ترجمہ:(ایک فقیہ ہزار عابدوں کی نسبت شیطان پر بھاری ہے۔)

گویا علم و آگہی انسان کے لیے ایسے ہی ضروری ہے جیسا کہ سانس لینا کہ یہ انسان کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے۔ قرآن خود فرماتا ہے:

"اَلرَّحْمٰنُ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ۝ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ۝"(11)

ترجمہ:(رحمٰن نے اس قرآن کی تعلیم دی ہے اسی نے انسان کو پیدا کیا اور اسے بولنا سکھایا۔)

یہ آیتِ مبارکہ واضح کرتی ہے کہ انسان کے وجود میں زندگی اس وقت آتی ہے جب وہ قرآن کا علم حاصل کر لیتا ہے یعنی اپنا مقصدِ حیات جان لیتا ہے کیونکہ قرآن علوم و معارف کا مجموعہ ہے۔ اس کو جانے بغیر انسان کی ذات مکمل نہیں ہو سکتی ہے۔

مولانا مودودیؒ "تفہیم القرآن" میں لکھتے ہیں:

"قرآن کی تعلیم رحمٰن نے دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ بندوں کی ہدایت کے لیے قرآن کا نزول سراسر اللہ کی رحمت ہے۔ وہ چونکہ اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے سو اس نے گوارا نہ کیا کہ اپنے بندوں کو تاریکی میں بھٹکتا چھوڑ دے۔ اس کی رحمت اس بات کی متقضی ہوئی کہ قرآن نازل کر کے تمھیں وہ علم دے جس پر دنیا میں تمہاری راست روی اور آخرت میں فلاح کا انحصار ہے۔"(12)

علماء کرام کو علم کی بدولت نہ صرف فرشتوں پر برتری حاصل ہے بلکہ دوسرے انسان پر ممتاز ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اللہ کی کائناتی نشانیوں کا ادراک کرتے ہیں اور خشیتِ الٰہی میں بڑھ کر ہیں۔

اللہ کی شان و شوکت کا احساس اور اس کی جلالت کا رعب صرف ان کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی آگاہی رکھتے ہیں اور یہ آگاہی علم ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ قرآن میں علم کا رابطہ عمل سے ہے اور عمل اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب روح و دل تصدیق حاصل کر لیں۔ اسی لیے انسان ہر شے کی حقیقت جاننے کی کوشش کرتا ہے۔ ہر چیز سیکھ لینے اور اپنے سامنے آنے والی ہر طاقت کو تسخیر کر لینے کی خواہش کرتا ہے۔ قرآن نفس انسانی کی اسی خواہش اور ضرورت کی تسکین کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف انسان کو عقل و تدبر کی صلاحیت عطا کی ہے بلکہ اس تسکین کے ذرائع بھی پیدا کیے ہیں اور غور و فکر کے طریقے بھی بتا دیئے ہیں۔

قرآن پاک میں عقلی غور و فکر کی کھلی دعوت دی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَفِيْ الأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَّجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَى بِمَآءٍوَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِيْ الأُكُلِ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ "(13)

ترجمہ:(اور دیکھو زمین میں الگ الگ خطے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں انگور کے باغ ہیں، کھیتیاں ہیں، کھجور کے درخت ہیں جن میں سے کچھ اکہرے ہیں اور کچھ دوہرے سب کو ایک ہی پانی سیر اب کرتا ہے مگر مزے میں ہم کسی کو بہتر بنادیتے ہیں اور کسی کو کمتر،ان سب چیزوں میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں۔)

امام الجوینی کہتے ہیں:

"نظر وتدبر کے آغاز کی شرط عقل کی موجودگی ہے۔"(14)

قرآن کے ذریعے انسان کو اس وظیفہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے جس کے لیے اسے عقل عطا کی گئی ہے۔"آیتِ مبارکہ میں عقل بطور "التقریر" استعمال ہوئی ہے۔"تقریر"کا مطلب ہے کہ مخاطب کو کسی ایسی بات کے ذریعے جو اس کے نزدیک مسلم ہو،اقرار واعتراف پر آمادہ کیا جائے۔"(15)

اسی طرح بصیرت جیسی اہم صلاحیت کے ذریعے بصیرت افروز نشانیوں پر غور کرنے اور حقائق جان لینے پر اُکسایا ہے۔بصر آنکھ سے دیکھنا نہیں بلکہ عقلی بصیرت کے معانی میں ہے جس میں صرف دیکھا نہیں جاتا بلکہ پوشیدہ حقائق تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔

تدبر و تفکر کی دعوت دیتے ہوئے قرآن انسان کے جذبہ تجسس کی تسکین کی راہیں کھولتا ہے۔فرمایا گیا:

"كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْا اٰيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُوْلُوا الْأَلْبَابِ"(16)

ترجمہ:(یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو(اے نبی پاک ﷺ)ہم نے آپ ﷺ کی طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں۔)

قرآن کے معانی و مفاہیم کا علم انسان کے لیے علوم و معارف کے دروازے کھول دیتا ہے۔تدبر و تفکر رب تعالیٰ کی رحمتوں اور نعمتوں سے آشنائی کا ذریعہ ہے۔اسی لیے علماء کرام نے "معانی قرآن سے واقفیت کی بنیاد تدبر کو قرار دیا ہے۔"(17)

سورۃ آل عمران میں ارشاد فرمایا گیا:

"إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ وَاخْتِلاَفِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لاٰيَاتٍ لِّأُوْلِي الألْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيَامًا وَقُعُوْدًا وَعَلَىٰ جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝"(18)

ترجمہ:(زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری آنے میں ان ہوش مندوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین و آسمان کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں(اور بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے، پس اے رب ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔)

اس آیتِ مبارکہ میں غور و فکر کرنے اور مظاہر فطرت کی حقیقت تک رسائی حاصل کرنا عقل والوں کی نشانی بتایا جارہا ہے۔ جو لوگ دیدہ بینا رکھتے ہیں ان کے لیے ہر چیز میں عبرت موجود ہے بس دیکھنے والی آنکھ اور محسوس کرنے والا دل چاہیے۔ تدبر و تفکر اولیاء اللہ کی صفتِ خاص ہے۔

"تفسیر ابن کثیر" میں ہے:

"حضرت شیخ سلیمان درانیؒ فرماتے ہیں گھر سے نکل کر جس جس چیز پر میری نظر پڑتی ہے میں دیکھتا ہوں اللہ کی ایک نعمت میرے لیے موجود ہے اور میرے لیے وہ باعث عبرت ہے۔ حضرت امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں ایک ساعت غور و فکر کرنا رات بھر کے قیام کرنے سے افضل ہے۔ اسی طرح حضرت امام حسنؓ کا قول ہے کہ غور و فکر اور مراقبہ ایسا آئینہ ہے جو تیرے سامنے تیری بھلائیاں برائیاں پیش کردے گا۔"(19)

قرآنِ پاک انسان کی علمی اور روحانی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے اپنی آیاتِ مبارکہ کے ذریعے رہنمائی عطا فرماتا ہے۔ انسان کی توجہ مظاہر قدرت کی طرف مبذول کرواتا ہے جن پر غور کرنے سے نہ صرف نفسِ انسانی کے علم اور اصل حقیقت کو جان لینے کی پیاس بجھتی ہے بلکہ مقصدِ حیات کی طرف رہنمائی بھی ملتی ہے۔ زندگی کے بہت سے مسائل کا حل اسی علم و عمل کی عادت سے حاصل ہوتا ہے اور کائنات کے رازوں سے آگاہی راحت و اطمینان کا باعث بنتی ہے۔

علمی وروحانی تسکین کے قرآنی منہاج:

قرآن روحانی تسکین کا ذریعہ ہے۔ اس کا بنیادی موضوع انسان اور اس کے مسائل ہیں خواہ وہ مسائل انفرادی ہوں یا اجتماعی۔ قرآن زندگی کے ہر معاملے میں انسان کو دلائل سے واضح کرتا ہے۔ نفسِ انسانی کی فطرت ہے کہ وہ جب تک کسی حقیقت کو نہیں جان لیتا اسے طمانیت اور سکون نہیں ملتا ہے۔ قرآن نے نفسِ انسانی کی اس خاصیت کا بہت خیال رکھا ہے۔

امام ابنِ تیمیہؒ کہتے ہیں:

"مطلوب علم اور اس کا راستہ دلیل ہے جس شخص کو اپنے مطلوب کی دلیل کا پتہ چل گیا اسے اپنا مطلوب مل گیا خواہ اس نے قیاس کا اہتمام کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جس شخص کو دلیل کا پتہ نہ مل سکا اسے منطقیوں کا قیاس کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔"(20)

قرآن پاک نے دلائل کے لیے آیات و علامات کا سہارا لیا ہے اور مختلف طریقوں سے نفسِ انسانی کے ذہن میں پیدا ہونے والے سوالات کے جواب اور اُلجھنوں کا حل بیان کیا ہے۔ قرآنی دلائل ایک غذا کی طرح ہر انسان کی ضرورت ہیں جو اسے روحانی طور پر سیراب کرتے ہیں، اس کی ذہنی الجھنوں کو سنوارتے اور اسے عمل کی ترغیب دیتے ہیں۔ قرآن اسی بات کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

"وَمَآ أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلاَّ بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ "(21)

ترجمہ:(ہم نے اپنا پیغام دینے کے لیے جب کبھی رسول بھیجا ہے اس نے اپنی قوم ہی کی زبان میں پیغام دیا ہے تا کہ وہ انھیں اچھی طرح کھول کر بات سمجھائے۔)

قرآن ہمیشہ انسان کی آسانی کے لیے راستے کھولتا ہے۔ ابنِ تیمیہؒ اسی بات کو یوں بیان کرتے ہیں:

"قرآن میں مذکور برہانی عقلی قیاس اسی باب سے ہے جس کا تذکرہ قرآن نے ربوبیت، الوہیت، وحدانیت، علم و قدرت اور امکان معاد وغیرہ جیسے پاکیزہ، بلند مطالب اور الٰہی معالم کے دلائل کے سلسلہ میں کیا ہے جو تمام علوم سے اشرف واعلیٰ اور جن سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے۔"(22)

(1)اسرارِ کائنات میں استقرائی منہاج:

کائناتِ عالم محسوس و مشاہدہ کی دنیا ہے۔ حواس خمسہ کا استعمال کرتے ہوئے انسان کائنات کے رازوں سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ عالم کائنات سے ہم آہنگ منہاج استقرائی منہاج ہے اور اس منہاج کا سب سے پہلا عمل کائنات کی تمام جزئیات پر اور خود انسان پر غور و فکر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں:

"وَفِيْ الْأَرْضِ اٰيَاتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ وَفِيْٓ أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُوْنَ"(23)

ترجمہ:(زمین میں بہت سی نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے لیے اور خود تمھارے اپنے وجود میں ہیں۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟)

گویا اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات میں اور کائنات میں بکھری نشانیوں پر غور و فکر کرنا، ان کا مشاہدہ کرنا اور ان کی حقیقت معلوم کرنا اللہ کا حکم اور نفسِ انسانی کی فطرت ہے۔

قرآنی منہاجیات میں ملاحظہ و مشاہدہ کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:

پہلی قسم آنکھوں سے مشاہدہ کرنا

دوسری قسم بصیرت یعنی احساس وعقل سے مشاہدہ کی ہے۔

قرآن پاک آخر الذکر قسم پر زور دیتا ہے کیونکہ مشاہدہ ظاہری مقصد نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد وجود کی حقیقت معلوم کرنا، اس کی خصوصیات وصفات معلوم کرنا اور فائدہ و نقصان سے آگاہی حاصل کرنا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے:

"أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ"(24)

ترجمہ: (کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کو سوتوں اور چشموں اور دریاؤں کی شکل میں زمین کے اندر جاری کیا، پھر اس پانی کے ذریعہ سے وہ طرح طرح کی کھیتیاں نکالتا ہے جن کی اقسام مختلف ہیں، پھر وہ کھیتیاں پک کر سوکھ جاتی ہیں، پھر تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئیں، آخر کار اللہ نے ان کو بُھس بنا دیتا ہے درحقیقت اس میں ایک سبق ہے عقل رکھنے والوں کے لیے۔)

گویا عقل و بصیرت مشاہدہ کے لیے ہی ودیعت کی گئی ہے خواہ وہ ظاہری ہو یا باطنی اور یہی استقرائی منہاج کا مقصود ہے۔ عقل و بصیرت کے ذریعے انسان اپنے گرد و پیش اور ماحول سے ادراکی تعلق قائم کرتا ہے اور بصائر اور شعائر کے ذریعے حقائق تک پہنچنے کی سعی و کوشش کرتا ہے۔ اسی بات کو ڈاکٹر محمود قاسم اس طرح سے بیان کرتے ہیں:

"ان ثابت روابط و تعلقات سے واقفیت حاصل کیے بغیر محض اشیاء کا ملاحظہ و مشاہدہ بے سود ہے بلکہ ان روابط اور قوانین کا اثبات کرنا جو ظاہری اشیاء کا صحت مند علمی فہم عطا کرتے ہیں۔"(25)

(2) تاریخی استقرائی منہاج:

انسان کو ہمیشہ سے تاریخ سے دلچسپی رہی ہے۔ تاریخی واقعات نہ صرف عبرت کا باعث ہوتے ہیں بلکہ مستقبل کی منصوبہ بندی میں بھی مددگار ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کی سورتوں اور آیات میں بڑے وسیع آفاق دیکھتے ہیں جو تاریخی عطیات کے نمونوں سے بھرے پڑے ہیں۔ خواہ انبیاء کرام کی رسالت و کرامات کی تفصیلات ہوں یا ان کی قوموں کی نافرمانیوں اور ان پر قہر الٰہی کے قصے ہوں، مستقبل کی پیش گوئیاں ہوں یا حال کے معاملات کی رہنمائی۔ قرآن ہر جگہ انسان کے لیے برھان اور دلیل بن کر موجود ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ"(26)

ترجمہ: (اگلے لوگوں کے ان قصوں میں عقل و ہوش رکھنے والوں کے لیے عبرت ہے۔)

یہ واقعات انسان کے لیے سوچ کے نئے در وا کر دیتے ہیں۔ قرآنی آیات اس حقیقت سے بھی آگاہی دلاتی ہیں کہ تاریخ پر کچھ محکم قوانین کی حکمرانی ہے جنھیں سنت الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عقل انسانی انہی محکوم قوانین کو معلوم کرنے اور ان سے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے:

"وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ"(27)

ترجمہ:(اور اے نبی ﷺ! یہ پیغمبروں کے قصے جو ہم تمھیں سناتے ہیں، یہ وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے سے ہم تمھارے دل کو مضبوط کرتے ہیں۔ ان کے اندر تم کو حقیقت ملے گی اور ایمان والوں کو نصیحت اور بیداری نصیب ہوئی۔)

قرآنی آیات نفسِ انسانی کو دعوت مشاہدہ دیتی ہیں تاکہ وہ انسانی معاشروں میں کارفرما بقاو فنا کے عوامل کا کھلی آنکھوں سے اور شعور کے ساتھ مشاہدہ کریں۔ یہ تدبر و تفکر اور سابقہ اقوام کے تجربات سے استفادہ کی دعوت ہے۔ قرآن نے اثر انگیزی اور صبر و تسلی کے لیے قصوں کو ذریعہ بنایا ہے۔ قصوں کے ضمن میں شرک وبت پرستی کے باطل ہونے پر دلائل دیئے جاتے ہیں۔

"بسا اوقات قصہ کا موضوع ایسا رسول ہوتا ہے جس کی قدر و منزلت سے مشرکین واقف تھے جیسے ابراہیم اور موسیٰ علیہم السلام۔ کسی ایسے رسول کی زبان سے استدلال کرنا جس کی فضیلت کا مخالفین کو اعتراف ہو جیسے عربوں کے ابراہیم اور بنی اسرائیل کے یہاں موسیٰ علیہ السلام معزز تھے، دلیل کی قوت و طاقت میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔"(28)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا "(29)

ترجمہ:(اور کتاب میں ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان کرو، بے شک وہ راست باز انسان اور ایک نبی تھا۔)

حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں مشرکین دعویٰ کرتے تھے کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کے دین پر ہیں۔ قرآن ان کے بارے میں تفصیل بیان کرتا ہے کہ وہ توحید باری تعالیٰ کے بارے میں تصدیق کرنے والے اور عمل کرنے والے نبی تھے۔ اسی طرح حضرت اسماعیلؑ کے ذبیحہ کا واقعہ، حضرت حاجرہ کا واقعہ، خانہ کعبہ کی تعمیر کا واقعہ بیان کرکے حضرت ابراہیمؑ کے مسلمان ہونے کی دلیل پیش کی گئی ہے۔ قرآنی قصوں میں علم و حکمت کے بے شمار خزانے پوشیدہ ہیں اور اس کی ہر آیت انسان کو زندگی کے ان گنت مسائل پر صحیح اور بہترین رہنمائی عطا کرتی ہے۔

قرآن میں کل 127 انبیاء کرامؑ کا ذکر کیا گیا ہے جن کے نامِ گرامی حضرت آدمؑ، حضرت نوحؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت اسماعیلؑ، حضرت اسحٰقؑ، حضرت لوطؑ، حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت شعیبؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت ہارونؑ، حضرت یوشعؑ، حضرت حزقیلؑ، حضرت یونسؑ، حضرت الیاسؑ، حضرت الیسعؑ، حضرت شموئیلؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت ذوالکفلؑ، حضرت عزیرؑ، حضرت زکریاؑ، حضرت یحییٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ۔ ان کے علاوہ جن قوموں کا ذکر ہے ان میں اصحاب الجنۃ، اصحاب القریۃ، اصحاب السبت، اصحاب الکہف، اصحاب الرس، حضرت لقمانؑ، حضرت ذوالقرنینؑ، قوم سبا اور اصحاب الفیل شامل ہیں۔

ان قصوں کو بیان کرنے کا مقصد تذکیر و نصیحت ہے۔ ان واقعات کے بیان سے اور مثالوں کے ذریعے قرآن نفسِ انسانی کی مختلف معاملاتِ زندگی میں رہنمائی کرتا ہے اور خیر و شر کا فرق واضح کرتا ہے۔

تمثیلی منہاج:

تمثیل یا مثال بیان کرنے سے بات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ معانی کی تصویر کشی اس کے مفہوم کو بڑھا دیتی ہے۔ امام رازیؒ فہم کے لیے مثال کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"خالص عقلی معانی کا احساس اور خیال قبول نہیں کرتے جب ان سے ملتے جلتے محسوسات کا تذکرہ ہوتا ہے تو احساسات اور وہم اس رجحان کو ترک کر کے محسوس پر معقول کو منطبق کر لیتے ہیں اور اسے مکمل فہم حاصل ہو جاتا ہے اور مطلوب تک رسائی ہو جاتی ہے۔"(30)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وَيَضْرِبُ اللهُ الأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ"(31)

ترجمہ: (یہ مثالیں اللہ اس لیے دیتا ہے کہ لوگ ان سے سبق حاصل کریں۔)

قرآن پاک میں مثالیں بیان کرنے اور حقائق کو ذہن سے قریب کرنے کی آیات بہت سی ہیں جو بیان کے اصل مقصد کو واضح کر دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر اللہ کے راستے میں رزق خرچ کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کا ثواب کس قدر خوبصورت انداز میں بیان کیا گیا ہے:

ارشاد ہوا:

"مَّثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ أَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ "(32)

ترجمہ: (جو لوگ اللہ کے راستے میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ سات بالیں اگائے (اور) ہر بال میں سو دانے ہوں۔)

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے آخرت میں سات سو گنا ثواب ملتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مل سکتا ہے۔ قرآن میں جو مثالیں پیش کی گئی ہیں ان کی دو اقسام ہیں: ایک تو وہ مثالیں جو کسی بات کو سمجھانے کے لیے دی جاتی ہیں اور دوسری قسم کی مثالیں وہ ہیں جو کہاوت کے طور پر استعمال کی گئی ہیں۔ جیسا کہ سورۃ رحمٰن میں احسان کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کتنا دلکش انداز اپنایا گیا ہے۔ فرمایا گیا:

"هَلْ جَزَآءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ "(33)

ترجمہ: (اچھائی کا بدلہ اچھائی کے سوا اور کیا ہے؟)

قرآن کی بیان کردہ یہ مثالیں بہت سے حقائق سے پردہ اٹھاتی ہیں اور بہت سے سوالوں کے جواب دیتی ہیں۔ لیکن ان سے صرف عقل والے ہی سبق حاصل کر سکتے ہیں اور جن کے دلوں میں کجی ہے وہ گمراہی کے باعث عناد اور مخالفت کی راہ پر چل پڑتے ہیں۔

امام رازیؒ کے مطابق عقل والوں سے مراد وہ لوگ ہیں:

"جو ہر تصویر کے پس پردہ کارفرما مفہوم کی تلاش میں پھرتے ہیں، ہر چھلکے سے اس کے مغز کا پتہ لگاتے ہیں اور ہر بات کی ظاہر سے اس کے باطن اور حقیقت تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔"(34)

صفاتی منہاج:

تعریفی منہاج سے مراد ہے کہ جو بات بھی قرآن میں بیان کی گئی یا جس چیز کا بھی بیان کیا گیا ہے اس کی تعریف ہی اس کی دلیل بن گئی۔ اس چیز کی خصوصیات واضح طور پر بیان کر دی گئیں۔ مثال کے طور پر صفاتِ خداوندی ہی خدا تعالیٰ کے وجود کی دلیل ہے۔ فرمانِ الٰہی ہوا:

"أَفَلَمْ يَنظُرُوٓا۟ إِلَى السَّمَآءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوْجٍ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ تَبْصِرَةً وَذِكْرَىٰ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ"(35)

ترجمہ: (بھلا کیا انھوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کیسے اسے بنایا؟ اور ہم نے اسے خوبصورتی بخشی ہے اور اس میں کسی قسم کے رخنے نہیں ہیں، اور زمین ہے کہ ہم نے اسے پھیلا دیا ہے اور اس میں پہاڑوں کے لنگر ڈال دیئے ہیں اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں اگائی ہیں تاکہ وہ اللہ سے لو لگانے والے ہر بندے کے لیے بصیرت اور نصیحت کا سامان ہو۔)

اسی طرح ایک اور جگہ عذابِ الٰہی کا ذکر کر کے اور پچھلی قومیں جن کو نافرمانی کی وجہ سے تباہ کر دیا گیا ان کا ذکر کر کے واضح کیا گیا کہ جن کے اعمال شریعت کے خلاف ہوں گے اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں ان کو تباہ و برباد کر دیا جاتا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہوا:

"وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسَاكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّن بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِيْنَ"(36)

ترجمہ: (اور کتنی ہی بستیاں وہ ہیں جو اپنی معیشت پر اتراتی تھیں، ہم نے ان کو تباہ کر ڈالا، اب وہ ان کی رہائش گاہیں تمھارے سامنے ہیں، جو ان کے بعد تھوڑے عرصے کو چھوڑ کر کبھی آباد ہی نہ ہو سکیں، اور ہم ہی تھے جو ان کے وارث بنے۔)

اس آیتِ مبارکہ میں واضح کر دیا گیا کہ جس جس قوم نے ہدایت کی روشنی سے منہ موڑا اسے اللہ تعالیٰ نے تباہ و برباد کر دیا۔ اس طرح تباہ ہونے والی قوموں کی نشانیاں بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کا باعث بن جاتی ہیں۔

جزئیاتی منہاج:

قرآن میں بیان کردہ ہر جزو اپنی اپنی ذات میں مکمل دلیل ہے اور اس کے مجموعے سے یہ کلی دلیل فراہم ہوتی ہے کہ ہر چھوٹی بڑی چیز اللہ ہی کی تخلیق کردہ ہے اور وہ وجود خداوندی پر کامل دلیل ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا:

"لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ إِلَّا اللهُ لَفَسَدَتَا"(37)

ترجمہ: (اگر زمین اور آسمان میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو دونوں درہم برہم ہو جاتے۔)

اس آیتِ مبارکہ میں کتنی مختصر سی دلیل کے ذریعے توحیدِ باری تعالیٰ کو واضح کر دیا گیا کہ کائنات صرف ایک اللہ کے ہی ماتحت ہو سکتی ہے۔ دو خدا تو کائنات کا نظام لڑتے رہنے سے ہی برباد کر دیتے۔ اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

"أَمَّنْ يَهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللهِ تَعَالَى اللهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ"(38)

ترجمہ: (بھلا کون ہے جو خشکی اور سمندر کے اندھیروں میں تمھیں راستہ دکھاتا ہے اور جو اپنی رحمت سے پہلے ہوائیں بھیجتا ہے (جو رحمت کی بارش کی خوشخبری دیتی ہیں) کیا (پھر بھی تم کہتے ہیں کہ) اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا ہے؟ (نہیں بلکہ) اللہ اس شرک سے بہت بالا و برتر ہے جس کا ارتکاب یہ لوگ کر رہے ہیں۔)

اس آیتِ مبارکہ میں جزئیاتی طور پر رب کائنات کی صفات کا ذکر کر کے اس کی رحمتوں اور نعمتوں کا ذکر کر کے رب تعالیٰ کے خالق و مالک ہونے کے دلائل دیئے جارہے ہیں۔اس استدلال میں جزو سے کل کی طرف منتقل ہوا جارہا ہے۔

خلاصہ کلام:

قرآن ایک زندہ و جاوید کتاب ہے۔ایک ایسی کتاب ہے جس کے عجائب و غرائب ختم ہونے والے نہیں ہیں۔ یہ بیک وقت دماغ کو بھی مطمئن کرتی ہے اور بربط دل کو بھی چھیڑتی ہے۔یہ نفسِ انسانی کے لیے دستور العمل ہے۔اس کی تاثیر انسانی ذہن ودل کو زیروزبر کردینے کی صلاحیت اور فکرو نظر پر چھاجانے کی طاقت رکھتی ہے۔یہ ایسی انقلاب انگیز کتاب ہے جو نفسِ انسانی کو متاثر کرکے اسے ظاہر و باطن میں بدل کررکھ دیتی ہے۔اسے عمل پر ابھارتی ہے اور اس کے سیرت و کردار کی تعمیر کرتی ہے۔ خوب سے خوب تر کی تلاش انسانی نفسیات کا حصہ ہے۔ قرآنی عجائبات نفسیاتِ انسانی کے اسی جذبہ تجسس کی تسکین کرتے ہیں۔کلامِ الٰہی میں عجائبات کے بے شمار خزانے پوشیدہ ہیں۔اس کی آیات میں چھپے مفاہیم قدرت کے سربستہ رازوں کی عقدہ کشائی کررہے ہیں۔ تجسس اور نئی دنیاؤں کی دریافت انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ قرآنِ پاک اپنی آیات کے ذریعے انسان کو غور وفکر اور تحقیق پر آمادہ کرتا ہے۔ قرآن نظامِ کائنات کے عجائبات کی طرف اشارہ کرکے نفسِ انسانی کو ان کی حکمتوں اور مصلحتوں سے آگاہی دلاتا ہے تاکہ انسان کو اپنی ذات اور رتبہ کا ادراک حاصل ہو۔وہ اپنے مقامِ خلافت کو سمجھے اپنے نفس کو رذائل اخلاق سے پاک کرکے محاسن سے اپنے کردار کو مزین کرے۔

سفارشات:

1. قرآن فہمی کا مضمون ابتدائی جماعتوں سے اعلیٰ سطح تک لازمی قرار دیاجائے تاکہ نئی نسل کی کلامِ الٰہی سے وابستگی مضبوط ہوسکے۔
2. یونیورسٹی سطح پر عجائب القرآن کے حوالے سے تحقیقی کام کروایاجائے تاکہ نوجوان نسل میں قرآن فہمی کا شوق پیداہو۔
3. نفسیاتی مریضوں کے علاج کے لیے عجائب القرآن سے متعلقہ آیات اور سورتیں،ناظرہ اور ویڈیوز کی صورت میں سنانے اور دیکھانے کااہتمام کیاجائے۔اس طرح ان کے علاج میں مدد ملے گی۔
4. سکول،کالجز اور یونیورسٹیز میں قرآنی آیات کے ذریعے سائنسی حقائق کی تصدیق کے لیے لیبارٹریز میں انتظام کیاجائے تاکہ نئی نسل کو دین اور دنیا کی یکجائی کا احساس ہو اور ان کے علم میں اضافہ ہو۔

REFERENCES

1. Al-An'am (6) 38
2. Ferozuddin, Qazi, Ferozul-Laghat, Feroz Sons Limited, Lahore, 1973, p. 485
3. Raghib Isfahani, Abul Qasim al-Hussain bin Muhammad, Imam, Mufardat fi al-Qur'an, Al-Muktaba al-Qasimiyyah, Lahore, 1963, 2/157
4. Abdul Jabbar, Qazi, Sharh al-Asul al-Khumsa, (Researched by: Dr. Abdul Karim Usman), Muktaba Wahba, Cairo, 1965, p. 64
5. Ferozuddin, Qazi, Feroz al-Laghat, p. 383
6. Al-Ghazali, Muhammad bin Muhammad bin Ahmad Tusa, Imam, Ahyaya Uloom al-Din, Dar al-Sha'at, Karachi, 1978, 3/5
7. Al-Ghazali, Muhammad bin Muhammad bin Ahmad Tusa, Imam, Mishkaat al-Anwar, Mishkaat al-Islamiya Library, Cairo, 1243 AH, p. 29
8. Al-Jawziyya, Ibn Qayyim, Shamsuddin Abu Abdullah bin Abi Bakr, Imam, Kitab al-Rooh, (Translator: Raghib Rahmani), Nafis Academy, Karachi, 2019, p. 301
9. Tirmidhi, Abu Isa Muhammad bin Isa, Imam, Jami Tirmidhi, Chapters of Knowledge, Zia Ehsan Publishers, Lahore, 1988, Hadith No: 2682
10. Ibn Majah, Muhammad Bin Yazid, Imam, Sunan Ibn Majah, Islamic Academy, Lahore, 1990, Hadith No: 222
11. Al-Rahman (55) 1-4
12. Maududi, Abul Ala, Syed, Tafhim al-Qur'an, Idara Tarjaman al-Qur'an, Lahore, 1983, 5/248
13. Al Raad (13) 4
14. Al-Jawaini, Abu al-Ma'ali, Imam al-Haramain, Kitab al-Irshaad al-Qawat al-Adla fi Usul al-Itqad, Al-Khanji School, Cairo, 1950, p.
15. Zarakshi, Badr al-Din Muhammad bin Abdullah, Allama, al-Burhan fi Ulum al-Qur'an, Dar al-Marafah, Beirut, 1980, 2/331
16. P. (38) 29
17. Zarkashi, Badr al-Din Muhammad bin Abdullah, Allama, al-Burhan fi Ulum al-Qur'an, 2/181
18. Al-Mushabisi, Abu Abdullah al-Harith bin Asad, Al-Aql wa Fham al-Qur'an, Dar al-Kindi, Dar al-Fikr, Damascus, 1978, pp. 317-319
19. Al Imran (3) 190-191
20. Ibn-e-Kathir, Imad-ud-Din, Hafiz, Imam, Tafseer Ibn-e-Kathir, Book Trade, Karachi, 4/524 Ibn Taymiyyah, Abul-Abbas Taqi-ud-Din, Ahmad bin Abdul-Haleem, Imam, Al-Rad Ali al-Manatiqeen, Idara Tarjaman al-Sunnah, Lahore, Pakistan, 1984. P. 252
21. Ibrahim (14) 4
22. Ibn Taymiyyah, Abu al-Abbas Taqi al-Din, Ahmad bin Abd al-Haleem, Imam, al-Rad Ali al-Manatiqeen, p. 150
23. Al-Zariyat (51) 20-21
24. Alzmer (39) 21
25. Mahmood Qasim, Dr., Al-Mutiq al-Hadith and Methodology of Research, Al-Anjalo Al-Masriyya School, 1953, p. 48
26. Ilyusuf (12) 111
27. Al-Hud (11) 120

28. Muhammad Abu Zahra, Al-Imam, Al-Mujiza al-Kubra Al-Qur'an, Dar al-Fikr al-Arabi, Cairo, 2016, p. 374.
29. Mary (19) 41
30. Al-Razi, Fakhr al-Din, Imam, al-Tafseer al-Kabeer (Mufatih al-Ghayb), 19/120-121
31. Abraham (14) 25
32. Al-Baqarah (2) 261
33. Ur Rahman (55) 60
34. Al-Razi, Fakhr al-Din, Imam, al-Tafseer al-Kabeer (Mufatih al-Ghayb), 19/39
35. Q (50) 6-8
36. Stories (28) 58
37. The Prophets (21) 22
38. Al-Naml (27) 63